تراب ناب ہے ہر رنگ کی پیر پیالے مین
وہ طرہ کونسا گل مین کیا ہے شاخ مین

خونی لڑکا

جس مین نہایت عجیب واقعہ
عدم رازداری کی خرابیان
عورتون کی کجرائی، لڑکون کی شرارت کو نہایت ظریفانہ
اور
عمدہ پیرایے مین ادا کیا ہے

مصنفہ مشہور فسانہ نگار شیخ عظمت الٰہی صاحب
سنڈیلوی

حسب فرمایش
مینجر عظمت بکڈپو لکھنؤ

بار اول یکہزار — ادبی پریس لکھنؤ مین چھپا — قیمت ۱۲/

عشق کے مبتلا

اپنے حکام کے مظلوم دشمن کو پسپا کرنے کے خواہشمند سچی محبت پیدا کرنے یا کسی کے دل پر اپنا قبضہ کرنے یا مغرور سے مغرور اور جفا شعار معشوق کو بھی اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا کر اپنی محبت میں دیوانہ اور فریفتہ کرنے اور خود اُسے اپنا عاشق بنانے کے خواہشمند حضرات اگر چاہتے ہیں تو مبلغ دو روپیہ آٹھ آنہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر، نیز نام محبوب اگر معلوم ہو سکے ورنہ کچھ مضائقہ نہیں لکھ کر تعویذ اور سفوف عطیہ فقیر جس کے ذریعہ سے صدہا نہیں بلکہ ہزارہا بے مراد حضرات اپنی مرادوں کو پہونچ چکے ہیں طلب فرما کر کلام الٰہی کا معجزہ دیکھیے۔

تعویذ کو بازو پر باندھیے اور سفوف یعنی پھونکا ہوا لوبان کی دھونی دیجیے پھر کچھ نہ کیجیے، نہ کہیے نہ سنیے نہ کوشش کیجیے خود ہی بیقرار ہو کر انشاء اللہ تعالیٰ عمر بھر کے لیے وہ آپ کا غلام بن جائے گا۔ اور خوشی سے ہر کام کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے گا۔ اس تعویذ کا پاس رکھنے والا اگر کسی وقت دن میں یا شب میں بذریعہ خواب کے کسی بزرگ کی حسین و نورانی شکل دیکھے تو خائف نہ ہونا چاہیے علاوہ اس کے ہر ضرورت اور مرض کے لیے تعویذ بھیجا جاتا ہے۔ ہدیہ ۱۶؍ ہوگا۔ بلا قید مذہب و ملت ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ایک تعویذ ایک ہی محبوب کے لیے کام آسکتا ہے۔

منگانے کا پتہ
پیر جی مشہور محل لکھنؤ

سفوف نایاب

ہر قسم کی سستی کمزوری۔ نامردی۔ جریان۔ سرعت انزال۔ کمی قوت کے باعث شرمندگی اٹھانا، نسیان، ضعف دل و دماغ، ضعف معدہ و مثانہ، کثرت احتلام۔ جوڑ جوڑ میں درد کا ہونا، آنکھوں کے نیچے کبھی کبھی اندھیرا آجانا، کمر میں درد، وصلات کرنے اور منی کے پتلے ہونے وغیرہ بیماریوں کو زندگی بھر کے لیے دور کر دیتا ہے۔ مادہ تولید نہایت کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور مغلظ ہو کر قابل اولاد ہو جاتا ہے۔ آپ استعمال فرما کر اپنی قوت کو ضبط کر سکیں امساک بیس گنا بڑھ جاتا ہے قیمت پانچ روپیہ مع ڈھائی روپیہ محصول ۶؍

منگانے کا پتہ جنرل منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خونی لڑکا

باب پہلا

ہر چند کہ امتداد زمانہ اور جدید تہذیب نے آج سب شہرونکو یکسان کر دیا ہے اور جو عجائب وغرائب کسی شہر کی نسبت بزرگون سے سنا کرتے تھے وہ اتفاق وقت سے آج مفقود ہو چکے ہین مگر یہ امر واقعہ ہے اور اس سے انکار کرنا کوئی آسان بات نہین ہے کہ شہر بغداد ایک زمانہ مین تمام مشرقی افسانون کی دلکشی اور دلچسپی کا ٹھیکدار بنا ہوا تھا۔ اور آپس مین کسی سے اکثر افسانے افسانے ہی نہین ہوتے تھے بلکہ اُن کا پایہ ثبوت اکثر واقعت تک جا پہونچتا تھا۔ خصوصیت سے ہارون رشید کا زمانہ وہ زرین زمانہ تھا جسپر نہ صرف اسلام کے فنون لطیفہ کی ترقی ہی ناز کر سکتی ہے۔ نہ صرف عدل وانصاف جرم واحتیاط وغیرہ ہی نازان ہوسکتے ہین بلکہ ایشائیت کا ہر رنگ اگر فخر وافتخار کے

ساتھ اوس دورِ گرامی کو نظر مین پیش کرتے تو اس کا حق ہے ۔

یہ قصہ شہر بغداد کے اوسی عہد زرین مہند سے تعلق رکھتا ہے یہ وہ زمانہ ہے کہ ہارون رشید نہایت انہماک اور سرگرمی سے علوم فنون کی ترقی مین مصروف و مشغول تھا ۔ چنانچہ اسی کے حکم سے بغداد مین جابجا مدارس ۔ اور درسگاہین کھلے ہوے تھے۔ بعض بعض جگہ اہل علم حضرات جنکو قسمت نے شاہی ملازمت سے تو محروم رکھا تھا مگر پھر بھی وہ اپنی زندگی کو فارغ البالی کے ساتھ گزارتے اور اپنے اوقات کو مصروفیت کے ساتھ صرف کرنے کے لیے درس و تدریس کا سلسلہ قایم رکھتے تھے ۔

چنانچہ شاہی محل کے مشرقی جانب کوئی میل آدھ میل کے فاصلہ پر ایک بڈھے آدمی نورانی صورت لمبی داڑھی کی آبرو برقرار رکھنے کیلئے درس و تدریس کا سلسلہ قایم کیے ہوے تھے ۔ وہ کہا کرتے تھے کہ قسمت نے کبھی بڑی بڑی کتابین پڑھانے کا موقع ہی اون کو نہین دیا ورنہ دراصل وہ شہر کے منتخب علماء سے کسی طرح کم نہین ہین ۔ مگر سمجھدار لوگ اکثر اسبات کو ماننے کے لیے تیار نہین تھے ۔ بلکہ ہر ایک شخص صاف صاف اونکے منھ پر نہین تو پیٹھ پیچھے ضرور کہتا تھا کہ بابا عبداللہ کو دراصل لیاقت ہی اتنی ہے کہ سوائے کریما ۔ مامقیمان پارے عم ۔ الم وغیرہ کے اور کچھ پڑھا نہین سکتے ہین بہرحال بابا عبداللہ کا مکتب شاہی محلات کے قرب مین نہایت

زور و ن پر تھا۔ اگرچہ اونکی مفلوک الحالی اور پریشانی قایم تھی مگر
یہ بالکل سچ ہے کہ محمون اور خود ساختہ درسگاہون سے کہین زیادہ انکے
مکتب کا ستارہ اوج پر تھا۔ محلہ بھر کے لڑکے انہین کے یہان ابتدائے
مذہبی تعلیم حاصل کرتے تھے اور ملحقات سے بھر یہان آتے تھے۔ گو بابا
عبد اللہ کبھی اس حالت سے مطمئن اور خوش تو نہین تھے۔ مگر پھر بھی
کشتم پشتم ۔ اناپ شناپ جیسے کچھ گزرتی تھی زندگی کو گزار رہے تھے
اور اکثر پڑھا کرتے تھے ؎

تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار
نہ ہو تجھ سے مایوس امیدوار

ایک مرتبہ جمعرات کا دن تھا باباجی اپنے چیلون کو لیے بیٹھے تھے
اور اطفال امورخوان کو اون کے حسب لیاقت تعلیم دے رہے تھے
کوئی آموختہ پڑھ رہا تھا کوئی بلک بلک کر رو رہا اور بھولے ہوے
سبق کو یاد کر رہا تھا جہان تک دیکھا گیا گردن زیادہ ہلتی تھی مگر منھ
سے الفاظ کم نکلتے تھے۔ کوئی پیشاب کے بہانے سے کچھ دیر کے لیے
زحمت خواندگی کو دور کرنے کے لیے باقاعدہ بابا صاحب کی خدمت
مین درخواست پیش کر رہا تھا۔ باباجی ہاتھ مین ایک کھجور کی قمچی لیے
ہوے مکتب کے ایک حد مین تکیہ لگائے ایک گدی پر رونق افروز تھے
اپنا کام کر رہی تھی اور اپنے بیش قیمت وقت کو لڑکون کو ایسی نصیحت
کرنے مین گزار رہے تھے۔ پڑھے جاؤ پڑھے جاؤ۔ مگر یہ آواز اوس

چوکیدار کی صدا سے زیادہ وقعت نہین رکھتی تھی جو رات بھر چلاتا ہے کہ جاگتے رہو جاگتے رہو اور سننے والے باوجود اوس کے سننے کے خراٹے لے لے کر سوتے۔ اور اس آواز کو گوز شتر سے زیادہ وقعت نہین دیتے ہین۔ ہر صورت یہ عالم تھا کہ ایک بزرگ نورانی صورت لمبی سفید داڑھی سبز پگڑی کندھے پر ایک سبز چادر۔ ایک ہاتھ مین عصا۔ ایک مین تسبیح آگے آگے آٹھ سات برس کا ایک لڑکا غرضیکہ اس ہیئت گدائی سے تشریف فرما ہوے پیچھے پیچھے ایک نوکر بھی آیا جس کے سر پر ایک مٹھائی کی ٹوکری تھی۔ یون تو باباجی بہت ہی کم کسی طرف متوجہ ہوتے تھے جب تک صرف یہ بزرگ اور لڑکا تھا۔ اوس وقت تک تو ٹس سے مس نہ ہوے۔ قطب بنے جہان تھے وہین بیٹھے رہے مگر اس کے بعد جب وہ مزدور پہونچا جسکے سر پہ مٹھائی کا ٹوکرا یا ٹوکری تھی تو اس نے واقعی ع۔

مردے از غیب برون آید و کارے بکند

کی مصداق کام کیا تفتیش باباصاحب کی سرد طبیعت کو گرما دیا۔ رگون مین شوق شیرینی خوان مین بھڑک دوڑنے لگا۔ سب سے پہلے عقل مین احساس کا ہیجان ہوا۔ نورانی صورت بزرگ کی طرف اٹھی ہوئی نظر نے عقل کو سمجھایا کہ یہ بھی آدمی کام کے ہین۔ مٹھائی آپ کے لیے لائے ہین حسن عقیدت رہنما ہے جوش افراط شہرت انکا آپکی طرف رہبر بنا ہے باباجی سمجھ چکے تو دوران خون مین اور بھی زیادتی ہوئی۔ یا بیٹھے تھے

باصد وقار۔ بااشتیاق
خمیدہ۔ وسب چپ تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے۔ نووارد بزرگ بھی بظاہر
اس اخلاق ظاہری نے بڑا اثر کیا ان کے لب بھی تبسم آشنا ہوئے مصافحہ
کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ سلام علیک ہوئی مزاج پرسی کی۔ اور اس کے بعد
فرمایا غالباً آپ نے پہچانا تو کیا ہوگا۔ اور بہت ممکن ہے کہ آپ کیا میرا
خیال ہے کہ آپ کی میری پہلی ہی ملاقات ہے۔
بابا۔ غالباً جی ہاں۔ تشریف رکھیئے۔
نووارد بزرگ۔ وقت بہت کم ہے امید ہے کہ آپ مجھے بہت کم دیر
تک بٹھا سکینگے اور جس غرض سے حاضر ہوا ہوں وہ کہئے۔ زحمت دیتا
ہوں معاف فرمائیے۔
بابا۔ جی نہیں۔ ارشاد ہو۔ کیا یہ لڑکے کی طرف اشارہ کرتے جناب
کے صاحبزادہ ہیں۔
نووارد۔ صاحبزادہ نہیں۔ صاحبزادے سے بڑھا ہوا ہمیرا پوتا ہے
بابا۔ الحمد للہ۔ اچھا ارشاد۔
نووارد۔ مزدور سے مٹھائی پیش کرو۔

مزدور نے مٹھائی کی ٹوکری گرماگرم سامنے رکھدی اور نووارد
بزرگ نے ایک اشرفی بھی چڑھادی۔ باباجی نے بادل ناخواستہ۔
جی نہیں اسکی کیا ضرورت ہے کہکر داڑھی پر ہاتھ پھیر کر۔ اشرفی جیب
مین رکھی۔ اگرچہ داڑھی اور موچھون کا ایک ایک بال مورکے پر کی

طرح کھل کھل کر ایک ہو گیا۔ مگر اسکے سواے اور کوئی تغیر عظیم نہین پایا گیا
پھر بھی بابا جی نے فرمایا۔ جی۔ ارشاد کیسے زحمت فرمائی۔
نووارد بزرگ۔ یہ مین عرض کر چکا کہ یہ میرا پوتا ہے۔
بابا۔ جی ہان۔
نووارد۔ مین عرصہ سے آپ کے اخلاق کریمانہ اور اوصاف بزرگانہ
کا شیدائی تھا۔ آج خدا نے یہ موقع حصول ملاقات کا عنایت فرمایا
کہ مین اپنے پوتے کو اس لیے خدمت مبارک مین لایا کہ یہ شب و روز
آپ ہی کی خدمت مبارک مین رہا کرے چونکہ غریب خانہ یہان سے
چھہ سات میل ہے۔ اس کا روز آنا اور جانا نا ممکن ہے اس لیے
مین چاہتا ہون کہ یہ آپ ہی کے پاس رہے۔ دس روپیہ مین اسکے
صرفہ وغیرہ کے دون گا۔ باقی یہ ذرا شریر ہے احتیاط رہے۔
بابا جی نے دیکھا کہ دس روپیہ کی نایاب رقم یکمشت ہاتھ آتی ہے
لڑکا ہے جو گھر مین پکے گا یہ بھی کھانے کا شریک ہو جاے گا جو آتا ہی
اپنا مقدر لاتا ہے کیا ہرج ہے۔ لہذا فوراً قبول کر لیا۔
نووارد بزرگ نے شکریہ ادا کیا۔ اور فوراً اجازت مانگ کر چل دیے
اور چلتے چلتے یہ کہدیا کہ سواے میرے اسکو کبھی تنہا نہ جانے دیجیے
مین ہر جمعرات کو حاضر ہون گا اور اپنے ہمراہ لے جایا کرون گا۔
بڈھا رخصت ہو گیا۔ بابا جی نے بمصداق کل جدید لذیذ اپنی تمامتر
اسکی طرف مبذول کر دی۔

باباجی نے پوچھا، بیٹا تمہارا کیا نام ہے۔ ؟

نووارد لڑکا۔ میرا نام حامد ہے۔

باباجی۔ تم پڑھتے کیا ہو۔

لڑکا۔ مین گلستان و بوستان پڑھتا ہون۔

بابا۔ اچھا کچھ آموختہ سناؤ۔

لڑکے نے تعمیل ارشاد کی۔ اسکے بعد مین چھٹی ہو گئی اور باباجی حامد کو اپنے ساتھ لیے گھر گئے بدقسمتی سے باباجی کے کوئی اولاد نہ تھی انکی نیک بخت بیوی نے بھی غنیمت سمجھا اور خوشی سے اوسکی خبرداری اور خدمتگزاری کو قبول کر لیا۔ اور حامد بدستور یہان رہنے لگا

باب دوسرا

حامد کو بابا عبداللہ کے یہان رہتے ہوے کئی مہینے گزر گئے اور سب لڑکون سے میل جول بھی پیدا ہو گیا۔ سب مین مل جلکر کھیلنے کودنے مین اپنا وقت گزارتا اور شام ہوتے اپنے گھر آجاتا۔ ایک روز چند لڑکون مین صلاح ہوئی کہ آؤ مچھلی کا شکار کھیلین۔

سب چلو۔

ایک۔ حامد! دوست تم بھی چلو۔

حامد۔ ضرور چلونگا۔

غرضکہ یہ سب کے سب رخصت ہوے اور شہر کے باہر ایک ندی مین شکار کھیلنے پہونچ گئے۔ چھوٹی بڑی بہت سی مچھلیان جمع کر لین مگر ایک مرتبہ یہ اتفاق ہوا کہ سب نے مل کر زور لگایا تب بھی کانٹا کھینچ نہ سکا۔ لڑکے حیران ہوے۔

ایک۔ سمجھ مین نہین آتا یہ بات کیا ہے۔

دوسرا۔ معلوم نہین ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کانٹا کسی نے پکڑ لیا ہے۔

حامد۔ استاد جو کہو تو ایک غوطہ لگا کے مین نکال لاؤن۔

ایک۔ واہ کہین ڈوب گئے تو اور لینے کے دینے پڑے باباجی مارتے مارتے کھال کھینچ لینگے۔

حامد۔ اوہ مین اب آتا ہون ڈوبنے والے کوئی اور ہونگے۔

لڑکا۔ ارے تم کو پیرنا کہان آتا ہے۔

حامد۔ (بگڑکر) واہ کیا خوب (یہ کہنے کے بعد نہ اوسنے کسی سے اجازت لی اور نہ کچھ کہا سنا۔ غڑاپ سے اچھل کر ندی مین کودا۔ تھوڑی دیر ڈبکی لگاے رہا۔ مگر جب اُبھرا تو ہاتھ مین ایک زبردست کچھوا لیے ہوے تھا جسے بلا مبالغہ پانچ چار جوان بھی مل کر نہ اٹھا سکین۔

حامد (ابھر کر) (لڑکون سے مخاطب ہوکر) اب تم لوگون کو

یقین آگیا۔ یہ کمبخت ہمارے کانٹے کو جان بوجھکر نگلے ہوے بیٹھا تھا
اسی نے اتنی دیر لگائی۔

لڑکے ۔ لاؤ لاؤ اس کمبخت کو لاؤ۔ بڑا دق کیا ہے۔ اسکی کھال کھینچین گے
اور یہین تو بابا جی کے وہان لیچلین گے۔ اور خوب سزا دلائینگے غرض کہ
حامد کچھوے کو نکال لایا۔

حامد کے ساتھیون کو اگرچہ معمول سے بھی کچھ زیادہ تعجب ہوا
کہ حامد نے کیونکر اتنے بڑے کچھوے کو نکال لیا۔ پانی مین تو خیر لوجہ
کم معلوم ہوتا ہے مگر خشکی مین اسقدر آسانی سے وہ اسکو لے آیا
آخر اوس کے کیا معنی معلوم ہوتا ہے۔ حامد بہت شہزور ہے۔

بہت سون نے حامد کو [illegible] شاباش دی۔ مگر بات یہین
کی یہین رہ گئی۔ اس سے زیادہ تفتیش اور تحقیق کی ضرورت
سمجھی گئی اور نہ کیگئی۔ بات ٹل گئی۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ یہ ایک
عجیب وغریب چیز ہے آؤ اسکو بابا کے پاس لے چلین وہان جاکر
بابا جی کو دکھا بھی دینگے اور سزا بھی دلا دینگے کہ اسنے ہمارے شکار
مین بڑا نقصان کیا مگر معرض بحث مین یہ بات تھی کہ آیا یہ وہان
تک جاسکے کیونکہ سب نے بالاتفاق مل جل کر حامد سے کہا کہ
بھئی تم ہی اسکو نکال کر لائے ہو اور تمہین اسکو وہان لے چلو۔

مگر حامد نے یہ کہا کہ جب کام میرے کرنے کا تھا وہ مین نے کردیا
اب کوئی ہر بات کا ٹھیکہ تھوڑا ہی لے لیا ہے اب تم لے چلو۔ بار نہ آنے

وہ چھکڑا خالی جارہا ہے اوس سے کرایہ طے کرلو۔ اور اسی مین رکھکر لے چلو۔ ایک ایک دو دو پیسہ کرکے سب اوس کا کرایہ ادا کردینگے۔ چنانچہ یہی راے طے ہوگئی اور آخرکار گاڑی والے نے کچھ پیسہ لیکر کچھوے کو گاڑی پر لادلیا۔ اور گاڑی کے ساتھ ساتھ سب لڑکے چلدیے۔ بظاہر یہ سب بہت خوش تھے اور بابا عبداللہ کے خوش ہونے کی اُمید نے ان کے دل مین ارمانون کا ایک دریا موجزن کردیا تھا۔ کہ راستہ مین دو شخص سوداگر ملے۔ ان مین سے ایک نے غور سے کچھوے دیکھکر دوسرے سے کہا کیا زبردست کچھوا ہے غرض کہ پہلے خوب دیکھا اسکے بعد ایک نے لڑکون سے پوچھا۔

ایک سوداگر۔ کیون بچون۔ یہ کچھوا کہان سے آیا۔ اور تم اسے کہان لیے جاتے ہو۔

لڑکے۔ کیون آپ کو کیا مطلب ہے کہین سے لاے ہین اور کہین لیے جاتے ہین۔ پھر آپ کون۔ قاضی یا مُلّا۔

سوداگر (چھکڑے والے سے) ٹھہرو۔ ذرا دریافت کرلین۔

لڑکے (" ") چلو ورنہ تمکو مزدوری نہین دینگے

سوداگر نے چھکڑے والے کو پھر روک لیا اور کہا کہ لڑکو یہ یاد رکھو جب تک نہ بتاؤگے تب تک نہین جاسکتے۔

حامد۔ کیون صاحب۔ آپ ہمکو کیون ستاتے ہین آپ کو پوچھنے کا حق کیا ہے۔ واہ یہ تو وہی بات ہوئی کہ آپ کون ہین۔ کہا خواہ مخواہ۔

سوداگر ہنسکر (نہین) یہ بات نہین ہے۔ اسمین کچھ ہمارا مطلب ہے تم سب ذرا سا یہ بتا دو کہ کہان سے لاے۔ کیون۔ لاے۔ کہان لیے جاتے ہو۔ اور پھر شوق سے جاؤ۔

حامد۔ اجی یہ بچھوا بڑا وہ ہے۔ ہمین دق کر دیا۔ شکار کو ہم گئے تھے کانٹا چھوڑا لا تو یہ کمبخت کانٹا نگل کر بیٹھ رہا جی مین آیا تھا کہ ہمین اسکی کھال کھینچے مگر۔ مولوی صاحب (بابا جی) کی بے مرضی ہم نے کچھ نہین کیا اب وہین لیے جاتے ہین اسے معقول سزا دلائینگے۔

دوسرا سوداگر۔ اگر یہ بچھوہ کچھ جرمانہ ادا کر دے تو چھوڑ دوگے یا نہین۔

حامد۔ ہمکو کوئی اختیار نہین ہے مولوی صاحب چاہے اسے سزا دین اور چاہے اسپر جرمانہ کرین ہم یون تو اسکو چھوڑینگے نہین۔

بچے اپنی ہٹ کے دیوانے مشہور ہین سوداگرون نے سمجھا کہ انسے کچھ کہنا سننا بیکار اور اپنی توہین ہے لہذا چلو ہم بھی مولوی صاحب کے یہان چلین اون کی عدالت مین دیکھین کیا فیصلہ ہوتا ہے یہان تک کہ یہ مولوی صاحب کے دربار تک پہونچے۔ اور واقعہ دریافت کیا۔

لڑکے۔ (تمام کیفیت بیان کر کے) آپ انصاف کیجئے اور اسکو سزا دیجئے۔

مولوی صاحب (سوداگرون سے) آپ ان بچون سے کیون تعرض کرتے ہین۔ اپ کو کیا مطلب ہے جائیے صاحب جائیے۔

سوداگر (مولوی صاحب سے) تعرض نہین ہم نے ان سب سے کہدیا تھا
کہ ہمکو صرف اس کچھوے کا حال سنا دو چونکہ یہ بہت بڑا کچھوا ہے
اور بظاہر عجیب وغریب ہے اسواسطے ہمکو گمان ہوا کہ یہ شاید اس کو
مار ڈالین گے اور اسوجہ سے ہم نے ان سے کہا کہ اگر کچھ تاوان لیکر چھوڑ
سکتے ہو تو چھوڑ دو۔ مگر یہ نہ مانے۔ اور یہانتک نے آئے خشک باتون
کا جواب تو خشک ہی ہوتا۔ مگر باباجی نے جب کچھ نقدہ وحُرمتہٗ والا معاملہ
سنا ذرا خاموش ہوئے۔ ذہن کو طرف دوسرے مسائل کے منتقل کیا
داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا آپ کیا دے سکتے ہین۔ اور کیا آپ اس
کچھوے کو لیجائیے گا

ایک سوداگر۔ جی ہان (دو اشرفیان نذر کرکے) سردست یہ حاضر ہین۔

مولوی صاحب۔ کے ساتھ دو اشرفیون نے وہ کیا۔ کہ زر بر سر فولاد نہی
نرم شود۔ فوراً کہا کہ جائیے ان کمبخت لڑکون کو بکنے دیجئے یہ تو سڑی ہین
دیوانے ہین آپ لے جائیے۔

ایک سوداگر۔ مودبانہ تسلیم کرکے۔ اور شکریہ ادا کرکے جھگڑے
والے سے بولا۔ چلو جہان ہم کہین۔

لڑکے۔ مولوی صاحب آپ نے انصاف نہ کیا۔ اسکو سزا دیتے۔

مولوی صاحب۔ بیٹا جانے دو کچھوا بڑا منحوس ہوتا ہے اسکا رکھنا
یا اسے مار ڈالنا اچھا نہین۔ سوداگر سے بولے کہ بسم اللہ آپ تشریف
لیجائیے۔

سوداگر اجازت پاکر چلدیئے۔ مگر راستہ مین عجیب وغریب واقعہ ہوا
ابھی پندرہ بیس ہی قدم نکلے ہون گے کہ چھوا غائب ہوگیا۔
ایک سوداگر۔ ہین یہ چھوا کہان گیا۔
دوسرا۔ کیا جانے کہان گیا بڑے تعجب کی بات ہے۔
پہلا۔ چلو۔ مولوی صاحب سے پوچھئے۔
دوسرا۔ مولوی صاحب اسمین کیا کرین گے۔
پہلا۔ خیر جانے دیجئے دیکھا جائیگا اسکی تحقیقات کیجائے گی۔
چھکڑے والے کو کرایہ دیدیا۔ اور دونون رخصت ہوگئے۔

باب تیسرا

صبح کا وقت ہی سورج نکل آیا ہے اہل عالم اپنے کاروبار میں لگ گئے بابا جی کا مکتب اچھی طرح ابھی تک بھرا تو نہین ہے مگر لڑکے ایک ایک دودو کرکے آرہے ہین اور خالی جگھون کو بھرتے جاتے ہین۔ تاہم ابھی پورا مکتب بھر نہین گیا ہے۔ بابا جی ایک درمین کھمبے سے ٹیک لگائے بیٹھے ہین کہ ایک چوبدار داخل ہوتا ہے اور ایک شاہی پروانہ بابا جی کو دیتا ہے۔

بابا جی۔ تم کون ہو۔

چوبدار۔ میں ظل سبحانی خلیفہ ہارون رشید کے دربار کا ایک چوبدار ہون آپ کو بذریعہ اس پروانہ کے حضور مین طلب کیا گیا ہے۔ فوراً معہ طلباء کے چلیئے۔

باباجی۔ گھبرا کر این یہ کیا ہوا۔ مجھسے کیا واسطہ ہین کیون جاؤن۔

چوبدار۔ باباجی۔ میں اپ کو جانتا ہون خدا کے لیے اپنی جان کے دشمن نہ بنیے جیساکہ حضور کا حکم ہے اوس کی فوراً تعمیل کیجئے ورنہ آپ پر آجاے گی۔

باباجی۔ ارے بھائی ناکردہ گناہ آخر کس جرم ہین۔

چوبدار۔ کیاآپ کو پھانسی دیجاے گی۔آپ چلیے تو سہی شاید قسمت برسر یاری ہو۔ آپ چلیئے۔

باباجی کے گئے ہوئے اوسان اس کلمہ سے والپس آئے اور خیال کیا کہ ہاں کیا تعجب ہے کسی کار خیر کی وجہ سے خلیفہ نے کوئی دعوت وغیرہ کی ہو اور اسی وجہ سے ہم کو یاد کیا ہو اور کیا عجب ہے کہ خلیفہ کی زیارت بھی نصیب ہو۔ اور بلا فائدہ رد تیجن۔ قورمہ بریانی تک بھی ہاتھ پہونچے چلو دیکھیں تو آخر کوئی اندھیر تو ہے نہین کہ گئے اور کولھو میں بلوادئے گئے دیکھا جائے گا ۔ پوچھا جائے تب کوئی حکم صادر ہوگا۔

اٹھے سر عمامہ باندھا عصا ہاتھ مین لی۔ طلباء جو موجود تھے

معہ حامد ساتھ ہوے اور دربار کا رخ کیا۔ تھوڑی ہی دیر مین معہ چبدار جا پہونچے۔

اگر خلیفہ کے سامنے ادب کیوجہ سے گردن جھکانی نہ پڑتی تو تعجب نہین کہ دربار کی زیب وزینت وغیرہ باباجی کو بے ہوش کر دیتی مگر پھر بھی سینگ آمد و سخت آمد والا معاملہ تھا ادب نے بہت کچھ روکا مگر سامان نفیس کی عمدگی اور دلکشی نے دو ایک مرتبہ دزدیدہ نظرون سے ادہر اودہر دیکھنے پر باباجی کو مجبور کر ہی دیا۔ یہ ابھی جی بھر کے دیکھنے نہ پائے تھے کہ ظل سبحانی نے حکم صادر فرمایا کہ سوداگر کو حاضر کرو۔

چوبدار گیا۔ اور ایک سوداگر کو بلا لایا۔ وہ سوداگر بھی گردن جھکائے کھڑا ہو گیا

خلیفہ ہارون الرشید۔ کیا بابا عبداللہ آپ ہی ہین۔

بابا عبداللہ۔ حضور (بجا ارشاد ہوا)

خلیفہ۔ گھبرا کر اور بوکھلا کر۔ باتین نکرو جو ہم پوچھین اوسکا صاف جواب دو۔

بابا۔ جی حضور۔

خلیفہ۔ یہ سوداگر فریادی ہے کہ ہم نے باباجی سے ایک کچھو بعوض دو اشرفیون کے خریدا تھا۔ اور باباجی نے اوسکو کسی طرح سے پھر اپنے پاس بلا لیا وہ ہماری گاڑہی سے غائب ہو گیا۔

حامد نے بغور خلیفہ کی صورت دیکھی اور پوچھی کہ حضور یہ سوداگر فریادی ہے یا حضور یہ فرما رہے ہین معاف فرمائیے مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ہی نے یہ کچھوا خریدا تھا یہ سوداگر نہ تھا (وزیر جعفر کیطرف متوجہ ہوکر) یہ آپ کے ساتھ تھے اور کوئی نہ تھا۔

خلیفہ نے حیرت کے ساتھ گردن جھکالی۔ اور کہا کہ اچھا لڑکے تم ہمارے ساتھ آؤ۔ یہ کہکر حامد کو ایک علیحدہ خالی کمرہ مین لے گیا اور کہنے لگا۔

خلیفہ۔ جو کچھ تم نے کہا وہ سچ ہے وہ جو کل دو سوداگر تھے میں اور میرا وزیر ہی تھا جس نے کچھوا خریدا تھا مگر تم سے کچھ سوال کرتا ہون کیا تم ایمانداری کے ساتھ جواب دیکر میرے حیرت و استعجاب کو کم کروگے۔

حامد۔ جی حضور ارشاد۔

خلیفہ۔ آج تک زبردست سے زبردست عیارون اور بڑے بڑے تجربہ کارون سے مقابلہ ہوا مگر میرے بدلے ہوے لباس کو کسی نے نہین پہچانا۔ تم نے کس طرح سے مجھے پہچان لیا۔ دیکھو سچ بتاؤ۔

حامد۔ اگر آپ اقرار کرین کہ آپ یہ راز کسی سے نہ کہین گے تو مین صاف بتادون۔

خلیفہ۔ ہان مین اقرار کرتا ہون۔

حامد۔ تو سنئے۔ مین شاہ جن محمود کا لڑکا ہون اور کئی مہینے سے

باباجی کے یہان پڑھتا ہون دیکھئے اس امر کی ہرگز کسی کو اطلاع نہ دیجئے اسوقت مولوی صاحب کو کچھ تنبیہ اور تہدید کرکے رخصت فرمادیجئے مین پوشیدہ حاضر ہون گا۔

خلیفہ۔ اچھا شاباش۔ تم نے سچ سچ بتادیا مین بہت خوش ہوا۔

یہ کہکر خلیفہ اپنی جگہ پر آبیٹھا اور باباسے پھر پوچھا آپ کیسا جواب دیتے ہین۔

باباجی۔ حضور مجھے۔ اطلاع نہین کہ کیا ہوا۔

خلیفہ۔ پھر جائیے یہ معاملات نہ کیا کیجئے ورنہ شاید پھر آپ کا یہ تقدس قایم نہ رہ سکے گا۔

باباجی نے سمجھا جان بچی لاکھون پائے کہتے ہوے گھر چلے آئے۔

باب چوتھا

رسیدہ بود بلاے ولی بخیر گذشت والا معاملہ تھا۔ باباجی کو اپنی خوش نصیبی پر ایک طرح کا ناز تھا کہ ایک زبردست دربار سے نلہ بچ آئے واقعی قسمت نے بچادیا۔ ورنہ بھلا اگر یہ کھال کھنچوالی جاتی تو مین کیا کرلیتا زبردست مارے اور رونے نہ دے۔

خیر اسے بر[illegible] کہا۔ اے خدا اپنے پاک شکر شکر ہزار شکر باباجی گھر
آکر بدحواس بیٹھے ہوئے تھے کہ گھر میں جو ایک نیم کا درخت لگا ہوا
تھا اس پر نظر شریف پہونچ گئی گھبرا گئے آئے ہوش و حواس فرو
ہو گئے فوراً زبان سے نکلا کہ۔

ایک آفت سے تو مر کے ہوا تھا جینا
پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

حیران ہو گئے۔ اور پھر کہنے لگے۔

کریما بہ بخشائے بر حال ما
کہ ہستم اسیر کمند ہوا؛

بیوی۔ آخر اتنے بوکھلائے کیوں ہو۔ یہ کیا ہوا۔
باباجی۔ دیکھو وہ سامنے نیم کے درخت میں یہ کیا لٹک رہا ہے۔
لٹک رہا۔ لٹک رہا ہے۔ او ہو جی لٹک رہا ہے۔ مارا۔ مارا۔ مارا

وا۔ وا۔ وا۔ وا۔ وا۔ وا۔ وا۔

بیوی۔ اے اللہ خیر۔ یہ تو بالکل پاگلوں کی سی مجنونوں کی سی
باتیں کر رہے ہیں۔ حامد دوڑا پانی پر پڑھ کر کچھ دم کیا باباجی کے
منہ پر چھینٹا دیا۔ اور کہا کہ ہوش میں آئیے گھبرائیے نہیں میں نے
سب کچھ دیکھ لیا ہے آپ پر آنچ نہیں آ سکتی کچھ واسطے لٹکا رہنے دیجئے
نہ ڈریے۔
باباجی۔ کہیں پھر کچھ غضب [illegible] نہ ہو جائے۔

حامد۔ آپ اتنا کیون ڈرے جاتے ہین مین ذمہ دار ہون کچھ بھی نہین ہو سکتا۔

باباجی۔ یہ سب سچ سہی۔ مگر اس کے یہان نکلنے سے کیا نتیجہ۔

حامد۔ جناب یہ بڑا عمدہ کچھوا ہے۔ اسمین صفت یہ ہے کہ علی الصباح روز دو اشرفیان اگلا کرے گا اور آپکو مالدار کر دے گا۔

اور باتین تو ہرگز اتنی قابل وقعت نہین تھین مگر یہ روپیہ کا معاملہ تھا۔ ایک بھی نہین روز کی دو اشرفیان آج کل کے حساب سے تو سو روپیہ مہینہ کی گھر بیٹھے کی آمدنی۔ سنگ آمد وسخت آمد۔ اب کیا کیا جاے جلے دودھ کا ڈرا لا نہ اگلا جاے نہ نگلا جاے بڑی الجھن بڑی آفت تھی ادہر ڈر اور خوف کا لاہوت دانت نکالے کھڑا ہے ادہر اُمید کی سبز پری اپنی سریلی آواز سے نغمہ سرائی مین مصروف ہے۔ غرض کہ دوگونہ عذابیست جان مجنون را۔ بلاے فرقت لیلے وصحبت لیلے۔ کیا کرم مکرم آخر بقول شخصے۔ این ہم بالاے علم۔ منظور کیا مگر امتحان کی شرط لگا دی تا وقتیکہ کل صبح کھری کھری دو اشرفیان نہ لےلین اسوقت تک بیکار ہے دوسرا دن ہوا وعدہ پورا ہوگیا۔ دو اشرفیان کچھوے کے نیچے پڑی ملین اٹھائین جیب مین رکھ لین کچھ یہ بات معمولی تو تھی نہین کہ باباجی کے پیٹ مین رہکر پچ جاتی اور چپ کے چپ رہجاتے ایک دن گزرا دو دن گزرے شدہ شدہ پندرہ بیس دن ہوگئے آخر بیوی کو بھی رازدار

کر لیا اور صاف صاف سمجھا دیا کہ لڑکے وڑکے پڑھانے اب بڑے نام ہی رہ گئے اب ہماری نظرگاہ اور اُمیدگاہ جو کچھ ہے وہ یہی کچھوا ہے اسے جان کے برابر رکھنا۔ اور دیکھو خبردار خبردار ہرگز ہرگز اس بھید سے اور کسی کو مطلع نہ کرنا۔

بیوی۔ توبہ کرو۔ تم بھی کیسی باتیں کرتے ہو بھلا اپنے گھر کا بھید کسی سے کہا جاتا ہے۔

بہرحال بیوی صاحبہ نے عہد تو کر لیا۔ مگر عورت ذات پیٹ کی ہلکی ہوتی ہے انہوں نے اپنی کسی قدیمی سہیلی سے اس کا ذکر کیا اونے کسی اور سے اور اسنے اور سے۔ اسے لیجئے ہوتے ہوتے تمام مین مشہور ہو گیا اور چند ہی روز مین کچھوا زیارت گاہ عام ہو گیا۔ یعنا چل تو چل روزانہ ایک میلہ لگا رہنے لگا۔

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

باب پانچوان

جتنا زمانہ گذرتا جاتا ہے بابا جی کی بدنصیبی اور مفلوک الحالی خوش نصیبی عیش و عشرت سے بدلتی جاتی ہے قسمت برسر یاری ہے۔ کچھوے کو کچھوا نہ سمجھنا چاہیے بلکہ بابا جی کے دام مین ہمارے اوج

شہریاری سے جاند بدستور پڑھتا ہے باقی لڑکے اٹھتے جا رہے ہین
باباجی نے اکثر کو خود اٹھا دیا۔ کبرسنی۔ ضعف اور سوے مزاج
کا بہانہ کر دیا اکثر کو ان کے مان باپ نے بٹھا لیا ہے۔ کہتے ہین اب
باباجی کسی صورت سے پڑھا نہین سکتے اون کے یہان لڑکون کو بھیجنے
سے اسکے سواے اور کوئی نتیجہ نہین کہ وہ خراب ہوجائیں کیا جتنی کہ
لڑکا سبق پڑھتا ہے وہ ہر وقت حقہ کی فکر میں رہتے ہین پھر بھلا
بتائیے تو کیونکر بنھ سکتی ہے یہ سب کچھ تو ہے مگر پھر بھی براے نام
شغل جاری ہے۔

ایک دن دوپہر کا وقت ہے آفتاب خط استوا پر پہونچکر اپنی
تیزی دکھا رہا ہے باباجی کی بیوی جواب بیگم کے نام سے مشہور ہوئی ہین
ایک نازک پلنگڑی پر آرام فرما رہی ہین۔ مگر تنہائی کا عالم ہے آل
اولاد کا خیال آرہا ہے۔ اللہ میان سے دعائین مانگ رہی ہین۔ اے
میرے ستار تیری کریمی کے نثار تو نے مجھ جیسی ناچیز نابکار کو سبھی کچھ دیا
ایک گھر کا چراغ بھی دیدے تو تیرے خزانے غیب مین کوئی کمی نہ آجائیگی
میرے اللہ یون تو تو نے سبھی دھن دولت دیا ہے اور دیا بھی چھپر
پھاڑکر۔ مگر میری آرزو تو یہ ہے کہ کوئی برتنے والا ہو۔ نہین تو یہ سب
کس کام کا۔ میری حالت تو یہ ہے کہ چراغ سرا نگدار یا آفتاب لب
بام ہین گور مین پاؤن لٹکائے ہین آج تو آج مرے کل دوسرا دن
اور کوئی آئے گا لیجائے گا ہمارے نام کی فاتحہ بھی نہ دلائے گا وہی

اوس کے اوت دنیا مین مشہور رہین گے۔

خیالات کا طوفان امڈا چلا آرہا ہے جوش ہے کہ کسی طرح فرو ہی نہین ہوتا ہے اتنے مین ایک خدمتگار عورت آئی اور کہنے لگی۔ بیوی بیوی دو نجومی آئی ہین۔

بیگمصاحبہ یا رمولویامن! پھر کیا کرون۔

عورت۔ اے بیگمصاحب یہ تو عجب طرح کے لوگ ہین۔ اگلا پچھلا سب حال بتاتے ہین۔

بیگم۔ تو اون سے کچھ دریافت کرنا چاہیئے۔

عورت۔ آئیے یہی قریب ہی ٹھہرے ہین۔

بیگم صاحب۔ ایک برقعہ اوڑھ نقاب منھ پر ڈال نجومیون کے وہان پہونچ گئین ایک معمولی مختصر مکان مین یہ ٹھہرے ہوے تھے۔ باندی کی زبانی کہلایا گیا کہ ذرا ہمارا استارہ دیکھئے یون تو خدا نے سبھی کچھ دیا ہے مگر اولاد کی طرف سے بڑے بے نصیب ہین کئی بچے ہوے مرگئے بیٹے کی تمنا ہے اور بیٹا کہین پیدا نہین۔

نجومی۔ حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا استارہ گردش سے نکل گیا اور نکل رہا ہے روپیہ پیسہ کی طرف سے خدا نے تمھاری تقدیر کھولدی ہے اب یہ تمنا ہے یہ بھی پوری ہوجائیگی۔

بیگم صاحبہ۔ بھلا یہ کیسے اور کبتک۔

نجومی۔ کوئی مشکل بات بھی نہین ہے۔

بیگم صاحبہ۔ جہان تک میرے امکان مین ہوگا کوشش کرون گی ارے اسی تمنا نے تو مجھے مار ڈالا کہ کہا یا پیا کچھ انگ نہین لگتا۔ ظاہر مین کوئی بیماری نہین ہے اور ہزار مریضون سے زیادہ مریض ہون بتایئے جلد بتایئے۔ اے میرے خدا انکی زبان ایسی مبارک کرنا کہ ہیٹا نہ پڑے۔

نجومی۔ نجوم سے معلوم ہوتا ہو کہ تمھارے صحن مین کوئی نیم کا درخت ہے اور اس مین کچھوا ہے۔ اوس کچھوے سے کام نکل سکتا ہے جا اوس کا سر کاٹ کر لے آ ہم اوسکو جلا دینگے اور خاک پڑھکر تجھے دینگے اوس سے ضرور ضرور بچہ ہو گا۔

اولاد کا جوش اور اسکی تمنا بہت ہی بُری ہوتی ہے بہت سے لوگون کو اس تمنا نے بے ایمان کر دیا ہے۔ بلکہ نہ صرف دنیا سے کھو دیا ہے دین کے کام کا بھی نہین رکھا۔ بیگم صاحبہ نے آگا دیکھا نہ پیچھا۔

نہ سدہ بدہ کی لی اور نہ منگل کی لی
نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

گئین اور جا کر کھٹ سے کچھوے کا سر کاٹ کر نجومیون کے حوالہ کر دیا۔

نجومی۔ اچھا ہم یہ لیے جاتے ہین اسکی خاک آپ کی خدمت مین حاضر کرینگے۔

بیگم صاحبہ۔ بہت اچھا۔ خدا حافظ۔ بسلامت روی و باز آئی۔ نجومی سر لیکر رخصت ہو گئے۔ اور بیگم صاحبہ بدستور گھر چلی آئین۔ دلمین امیدون کا دریا موجزن آنکھون مین جیتے جاگتے فرزند دلبند کی خوبصورت تصویر۔ آیندہ کے خیالات کے ساتھ کچھوے کا افسوس بھی تھا۔ مگر اوہ کچھوا گیا تو گیا۔ اولاد تو ہو گی۔

باب چھٹا

ظاہر ہے کہ سر کاٹا گیا تھا کچھوے مین سے کچھ نہ کچھ خون نکلنا چاہئے تھا۔ مگر یہان تو ایک عجیب قسم کا طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا۔ پہلے خون کی دو ایک بوندین بہ گئین اور اس کے بعد تلی بندہ گئی۔ خون کا دریا چلا جاتا ہے یہانتک کہ گھر کے اکثر حصہ مین خون ہی خون تھا آخر تل رکھنے کی جگہ نہ رہی ۔

وہ کہتے ہین نکلنا اتبو دروازہ سے مشکل ہے
قدم کوئی کدھر رکھے جدھر دیکھو ادھر دل ہے

اور لطف یہ کہ اس پر بھی بس نہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کنوان ابل رہا ہے کوئی سمندر جوش کھا رہا ہے خون ہے

کہ آفت ہے۔ خیالوں سے رتی رتی سے ماشہ۔ ماشہ سے تولہ تولہ
سے سیر اور سیر سے من کی ترقی کر رہا ہے۔ اب تو لونڈی اور بیگم
صاحبہ کے حواس اڑے۔ ارے یہ کیا ہو رہا ہے پہلے سمجھیں کہ
کہ شاید یہ ترقی خود بخود کم ہو جائے مگر یہ خیال غلط نکلا اور آخر وہ
وقت آیا۔ کہ یہ باتیں ہوئیں۔

بیگم صاحبہ (لونڈی سے) جاؤ جاؤ جلد باباجی کو خبر کر دو۔

لونڈی۔ یہ کہکر خون کے دریا کو پار اترتی ہوئی خون شہیداں سے
منہدی لگاتی ہوئی باباجی تک پہونچی۔ بہ بدحواسی بدحواس جلدی
باباجی جلد چلئے۔

باباجی۔ خیریت ہے کیا ہو گیا۔

لونڈی۔ جلدی چلئے۔ اتنا وقت آپ دریافت کرنے میں صرف
کرینگے اس سے بھی بہتر ہے کہ خود جا کر دیکھ لیجئے خود تمام حال
معلوم ہو جائے گا۔

باباجی بھی پریشان حواس باختہ۔ مکان تشریف لائے
دیکھا تو دریائے خون جوش پر۔ جب تک نہ دیکھا تھا تب تک
تو خیر مگر اب تو ایک آفت تازہ پیدا ہو گئی۔ بقول

ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آسان سمجھتے ہیں
نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو

سب سے زیادہ تعجب انگیز امر یہ تھا کہ کچھوا تھا نہ مینڈک تھا۔

بلکہ بجاے ان سب کے ایک نوجوان حسین خوبرو کا گلا کٹا پڑا تھا
جسکی شہرگ سے دریاے خون موجزن تھا۔ اور وہ خاک و خون مین
لتھڑا پڑا تھا سر ندارد ہے۔

بابا۔ اے خدا۔ اے میرے پروردگار یہ کیا ہوا کیا میرے آنکھین
جو کچھ دیکھ رہی ہین یہ سب ٹھیک ہے یہ کہکر کچھ نہ کہہ سکے دھڑام سے
زمین پر گر پڑے۔

حامد کچھ دیر تک سنبھلا مگر آخر وہ بھی تاب نہ لا سکا اور بیہوش ہوگیا
لڑکے پریشان ہوکر ڈرتے ہوے ادھر ادھر بھاگ گئے۔

آفت اور مصیبت کے نظارے نے بابا جی کے گھر کو میدان کشت و
خون بنا دیا ہے کہ اتنے مین دروازہ کھلا اور وہی شخص داخل ہوا
جو حامد کو یہان پہونچا گیا تھا۔

مگر نہایت ہی غصہ مین تھا۔ اسنے پہلے حامد کو ہوشیار کیا اور
سخت آواز سے ڈانٹا کہا کہ ملعون تجھکو اچھی طرح سمجھا دیا تھا مگر
تو نہ مانا اور تونے وہی بات کی جس سے یہ فضیحتہ ہوا۔ بتا اب
تجھے کیا سزا دون

حامد۔ از خردان خطا۔ از بزرگان عطا۔ خطا ہوئی معاف فرمایئے۔
یہ کہکر حامد بڈھے کے قدمون پر گر پڑا بڈھے نے بابا جی کو ہوشیار
کیا۔ اور اسکے بعد کچھ ماش اپنی پگڑی سے نکال کر پڑھکر پھونک
دیئے۔ اور خون مین پھینک دیئے جس سے فوراً وہ تمام خون غائب

ہو گیا۔

بابا جی۔ مین آپ کا بہت ممنون ہون آپ نے میری بڑی امداد کی آپ کون ہین۔

بڈھا۔ مین وہی ہون جو حامد کو تیرے پاس پہونچا گیا تھا۔

بابا۔ یہ پتہ مفصل نہین ہے۔

بڈھا۔ اور کچھ نہ پوچھ ورنہ آفت آجائیگی۔

ابھی اور کچھ نہ پوچھا تھا کہ دونون مکان مین داخل ہوے دیکھا کہ بیگم صاحبہ کا سر کٹا ہوا پڑا ہے اب تو بابا جی آہ کرکے بیٹھ گئے ہچکی بندھ گئی قریب تھا کہ بیہوش ہو جائین۔

بڈھا۔ بابا عبداللہ رنج کی بات ضرور ہے اور آپکو رنج ہونا ہی چاہیے مگر یاد رکھئے کہ بڑی خیریت ہوئی اگر مین نہ پہونچتا تو تمام شہر بغداد آپ کی بدولت ڈوب جاتا۔

بابا جی۔ مگر آپ مجھے بتا تو دیجئے کہ یہ کیا ہوا آپ کون ہین۔

بڈھا۔ کاش اے معقل آدمی کاش تو اس سوال سے باز آئے اور اپنے اوپر تازہ آفت نہ لاے۔

بابا۔ جناب دو خون ہو چکے ہین اب اگر ہزار خون ہووے تو کیا غم ہے۔ ؎

سمجھ رکھا ہے تیرے عشق مین اک روز ہے مرنا

خلیفہ - چہ خوش - وہ صاف چھپتے بھی نہین سامنے آتے بھی نہین
واہ کیا اقرار ہے اور کیا انکار ہے -
بابا - حضور جو کچھ مین نے کہا وہ سچ ہے یہ لوگ مجھپر سچا - مگر
خواہ مخواہ الزام لگاتے ہین -
خلیفہ - یہ اس بات سے بھی بڑھی ہوئی بات ہے -
بابا - جو کچھ آپ فرمائین -
ذہین اور دانشمند خلیفہ نے یہ باتین سنین اور اس کا دماغ
فوراً گذشتہ واقعہ کی طرف منتقل ہوگیا - اوس نے سوال کیا
کہ حامد کہان ہے -
بابا - اوسکو اس کا دادا لے گیا -
خلیفہ - ہم تمہاری جان بخشی کرتے ہین مگر تم کو اس حبشی لڑکے کو
پڑھانا پڑے گا جسے کوئی اب تک نہین پڑھا سکا -
بابا - مین حضور کا شکریہ ادا کرکے اوسکی تعلیم کو بسر و چشم قبول
کرتا ہون -
خلیفہ - نے دوسرے دن اوس لڑکے کو بابا کے پاس بھیجا - مگر
عجب عالم تھا -
بدصورتی - کمروئی اس پر دست قدرت نے ختم نہین کردی
تھی بلکہ اوسکی جسمانی بو ناقابل برداشت تھی جسے بابا کیا کوئی شخص
بھی کسی صورت سے برداشت نہ کرسکتا تھا - بابا جی کسی صورت سے

اوس [illegible] ست نہ کر سکے تو دوسرے وقت پر اسکے سبق کو اٹھا رکھا [illegible] صرف کارروائی کے لیے کچھ پڑھا دیا۔

باب ساتوان

رات کا وقت ہے شہر مین حسب حیثیت ہر جگہ روشنی ہوگئی بابا جی بھی چراغ جلا کر بیٹھے لڑکے کو پڑھنے کے لیے بلایا۔ آتے ہی تمام دماغ سڑ گیا۔ دائمی تکلیف نے گو بیہوشی کے قریب پہونچا دیا مگر پھر بھی خلیفہ کے ڈر نے سنبھالا۔ اور رومال کو ناک مین رکھکر کچھ پڑھانیکی ہمت کی۔

بابا جی۔ کہو الف۔

لڑکا۔ یلف۔

بابا جی۔ ابے الف۔

لڑکا۔ ابے یلف۔

بابا۔ بے۔

لڑکا۔ تے۔

بابا۔ اجی توبہ اس زندگی سے موت بہتر۔ ابے جو مین کہون وہ پڑھ

لڑکا۔ ابے جو مین کہون وہ پڑھ۔

بابا۔ مر کمبخت۔

لڑکا۔ مر کمبخت۔

بابا کو تھوڑی سی ہنسی آئی۔ مگر پھر انھون نے سوچا۔ کہ آہ خلیفہ نے عمر بھر کے لیے یہ بلا میرے پیچھے لگائی ہے مین ایسی حالت مین کب زندہ رہ سکتا۔ بس یہی ہے کہ اس مین تڑپ تڑپ کر مردن گا روز روز تکلیفین اٹھاؤن گا۔ اور ایکدن دم نکل جائیگا بہر حال۔

جس سے ڈرتے ہین آئیگا وہ دن
مولانا آسی
بعد چندے سہی ابھی نہ سہی

اس سے بہتر ہے کہ اس روز کی صد سر کو اپنے ہاتھ سے ختم کر دون بس بہتر یہی ہے کہ مین مر جاؤن۔ مرنا میرا اسلام ہے۔

بلا کے سلسلہ کو جان دیکر ختم کرنا ہے
مولانا آسی
قیامت تک اب اسکے بعد جینا ہی مرنا ہی۔

بابا جی نے قلمدان کھولا اوسمین سے ایک پوڑیہ نکالی اور فوراً چاہا کہ اسے کھاکر جان دیدون ہر چند کہ اوسکی زبان سے یہ کلمہ نکلے کہ حرام موت مرنا شرا ہے۔ مگر اس نے کہا کہ خدا رحیم ہے وہ مجھپر رحم کرے گا یہ کہکر وہ پوڑیہ منھ کیطرف لیچلا۔

دروازہ کھلا۔ اور وہی بڈھا آیا۔ سلام علیک کی۔

بابا جی۔ وعلیکم السلام۔ آہ تم اسوقت کہان آئے جاؤ جاؤ خدا کے

لیے مجھے مرنے دو۔
بڈھا۔ بیوقوف انسان مرنا بلاؤن سے چھڑا نہین دیتا۔ یہ غلط خیال ہے۔ ؎

سوچتا ہون کہ جو مرجاؤن تو آسانی ہو
پھر یہ کہتا ہون کہ یہ بھی مری نادانی ہے

اب بھی میرا کہنا مان اپنے کیے پر پچھتا اور جو کچھ مین کہتا ہون اسپر مضبوطی کے ساتھ قایم ہو اور سن ابھی تیری تمام تکالیف دور ہو جائے گی۔
تونے مجھے سخت تکالیف دین کیا تو اب بھی باز آ سکتا ہے۔
بابا۔ آہ سب تمنائین دل کی دل مین رہین خیر کہہ اے میرے تباہ کن بڈھے کہہ کیا کہتا ہے مین ہر بات کا اقرار کرتا ہو۔
بڈھا۔ دیکھ اس اقرار کو نہ بھولنا۔ ورنہ تیری اور میری جان کے لالے پڑ جائینگے۔ اگر تجھے دنیا کے خزانے دیکر بھی کوئی شخص تجھ سے یہ پوچھنا چاہے کہ کیا حامد تیرے ہی یہان پڑھتا تھا کیا وہ کچھوا پکڑ کر تیرے یہان لایا تھا تو سوائے انکار کے اثبات کا کسی صورت سے اقرار نہ کرتا۔ اگر تونے اپنا عہد پورا کیا تو یاد رکھنا ہم تجھکو پورا معاوضہ دینگے اور اگر تو پھر گیا تو تیری جان کی خیر نہین ہے۔
بابا جی۔ مین اس کا بخوشی اقرار کرتا ہون۔
جیسے ہی عبداللہ نے یہ کہا بڈھا فوراً غایب ہو گیا۔ او

پھر اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ دوسرے روز وہ حبشی لڑکا نہیں آیا جس کی وجہ سے بابا جی کو یقین ہوگیا کہ اب عمر بھر کے لیے مجھے اس بلا سے نجات مل گئی۔

باب آٹھوان

دوپہر کا وقت تھا۔ بابا جی ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے اپنی پیچیدہ زندگی پر نظر ڈال رہے تھے کہ دیوار کا ایک حصہ شق ہوگیا اور اس سے ایک ہاتھ جس پر ایک سفید کپڑا لپٹا تھا برآمد ہوا دلگداز واقعات کے تواتر نے بابا جی کو بہت ہی مضطرب کر دیا تھا وہ اس کی تاب نہ لا سکا اور آخرکار بیہوش ہوگیا اوس نے دیکھا کہ وہی بڈھا کھڑا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ تمام بلاؤں کا ہم نے خاتمہ کر دیا ہے اب تو بھی اپنے اقرار پر قائم رہنا۔ ایک شخص افریقی جادوگر تفتیش راز کے لیے تیرے پاس آنا چاہتا ہے۔ یاد رکھنا ورنہ جان جانے میں کوئی کسر نہیں ہے۔

بابا عبداللہ۔ ہرگز نہیں ہرگز کسی سے کچھ نہ کہوں گا۔

اسکے بعد وہ بہ اطمینان تمام سویا کیا۔ اوسکی اسوقت آنکھ کھلی جب دروازہ پر ایک شخص نے دستک دی۔

بابا۔ کون ہے۔
آواز۔ دروازہ کھولیے۔
بابا عبداللہ۔ فوراً دروازے کی طرف لپک کر گیا۔ اور اسنے دیکھا کہ
ایک جوگی گیروا کپڑے پہنے کھڑا ہے۔ دو معصوم بچے اوس کے
دائیں بائیں کھڑے ہوئے ہیں۔
بابا۔ نے ڈر کر مودبانہ سلام کیا اور پوچھا کہ تم کون ہو۔
جوگی۔ رونے لگا۔
بابا۔ کاش تم جلد اپنا دکھ سناؤ کہ میں کوئی ہمدردی کر سکوں۔
جوگی۔ اگر تم صحیح صحیح عہد کرو کہ میں ہمدردی کروں گا تو میں بتاؤں۔
بابا۔ میں شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں۔
جوگی۔ میں اے شخص سن یہ دو معصوم بچے میرے بھتیجے ہیں۔ میں
اور میرا بھائی دونوں جادوگر تھے اور اپنے فن میں ہوشیار کامل
تھے۔ میرے بھائی کو ایک لڑکے نے مار ڈالا۔ اور اس قاتل کو تو
جانتا ہے۔
بابا۔ یہ غلط ہے۔ میں نہیں جانتا۔
جوگی۔ قاتل تیرے یہاں رہتا تھا۔
بابا کیا قاتل توبہ کرو میں اس سے واقف نہیں۔
جوگی۔ ہاں تو اس صورت سے واقف نہیں مگر کیا تو یہ کہہ نہیں سکتا
کہ حامد ایک لڑکا تیرے یہاں پڑھتا تھا اور وہ ایک دن ایک

کچھوا پکڑ کر لایا تھا جو عرصہ تک تیرے یہاں رہا۔
بابا۔ ہان ہان کچھوا تو لایا تھا۔

بابا عبداللہ کے ان الفاظ مین نہ معلوم کیا جادو بھرا تھا کہ آسمان پر ایک آندھی آئی اور گڑگڑاہٹ کی آواز نے عبداللہ کو بیحواس بنایا جوگی نے عبداللہ کو پکڑ لیا اور ایک ٹیڑھی سی لکڑی اوس کے گلے مین ڈال دی اور اسکو پکڑ کر خلیفہ کے دربار مین لے آیا۔

خلیفہ اپنی مہمات ضروری مین منہمک تھا۔ اس نے ایک شخص کو بیدھڑک دربار مین آنے دیکھکر کہا کہ اے شخص تو بڑا بے ادب ہے تو کون ہے۔

جوگی۔ حضور مین مظلوم ہون انصاف کے لیے حاضر ہوا ہون۔
دہرخوض۔ تو اپنا مفصل حال بیان کر۔
جوگی۔ حضور مین ایک جادوگر ہون۔ اور میرا بھائی بھی جادوگر تھا اوسکو شکار کا شوق تہا وہ دریاے ٹیکس پر ایک روز شکار کے لیے گیا ہوا تھا اور کچھوے کی صورت بنا ہوا وہان پڑا تھا۔ اس شخص کے یہان شاہ جنات کا ایک لڑکا حامد نامی پڑھتا تھا وہ بھی شکار کو معہ چند لڑکون کے اس دریا پر شکار کو گیا ہوا تھا کہ ایک لڑکے نے کانٹا ڈالا اور وہ میرے بھائی کے حلق مین پھنس گیا۔ چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جس صورت مین جادوگر ہوتا ہے اوس مین اتنا ہی زور ہوتا ہے لہذا وہ ایک کچھوے سے زیادہ زورآور نہ تھا

اور اس مین بھی مجبور تھا کہ گلے مین ایک کانٹا اوسکے حلق مین چبھا تھا
حامد۔ محمود شاہ جن کے لڑکے نے اوسکو جان بوجھ کر گرفتار کیا اور
اس بڈھے کے گھر مین مٹکا دیا جب مجھے خبر ہوئی اور مین اسکی رہائی
کے لیے چلا تو اس لڑکے کے والدین نے یہ خبر سنکر حیلہ کر کے اس بڈھے
کی جورو سے اسکی گردن کٹوائی۔ جب مجھے خبر ہوئی تو مینے اس عورت
کی گردن توڑ ڈالی۔ اب مین چاہتا ہون کہ حضور شاہ جنات محمود کی
اور میری لڑائی دیکھین اور میری دادفریاد کو پہونچین۔ شاہد عینی
موجود ہے۔ اسکی گواہی سنئے۔

بابا عبداللہ کی سمجھ مین اب یہ قصہ آیا۔ اور اسنے نہایت افسوس
کیا کہ مین نے خلاف عہد کرکے حامد کو قاتل کیون ٹھہرا دیا مگر تیراز
کمان جستہ کو کون روک سکتا ہے پھر بھی جب خلیفہ نے پوچھا تو
اس نے صاف انکار کیا اور کہا کہ یہ جھوٹا ہے۔ جوگی حضور یہ جھوٹا
ہے اب آپ صرف لڑائی دیکھئے۔

بابا عبداللہ دہائی ہے خلیفہ کی کہ زبردستی یہ شخص مجھے مورد الزام
بناتا ہے۔

خلیفہ۔ اس کی لڑائی کچھ تجھ سے تو ہوتی نہین ہے جس سے لڑائی ہوتی
ہے وہ اس کے برابر ہے لہذا اگر وہ سچا ہوگا تو وہ فتحیاب ہوگا اور پھر
تو بھی اس الزام سے بچ جائے گا۔

جوگی۔ تو حضور مجھے اجازت دیتے ہین کہ مین اوس لڑکے سے جس نے

جان بوجھ کر میرے ان دو بھتیجوں کو جنھیں آپ میرے علاوہ دیکھتے ہین یتیم کرد یا بدلہ لوں۔

خلیفہ۔ ہان ہے کیا نقصان۔ جسنے تجھ پر ظلم کیا ہے تو ضرور اس سے اپنا انتقام لے سکتا ہے۔

جوگی۔ مناسب ہوگا کہ حضور دریاے ٹیگس کے کنارے تشریف لے چلین اور عصہ رنیٹ پھیر نیکا تماشا دیکھئے دہین اوت خونی نے میرے بھائی تھر نقا کیا تھا اور وہین میں سے اعزا اقربا وغیرہ کا ماری نگی۔ اور آخر میں اسکی جان دونگا۔

خلیفہ۔ چونکہ ہماری زندگی ہین یہ موقعہ ایک نہایت ہی اہم موقعہ ہے اس واسطے ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ جاکر اس تماشہ کو دیکھین۔ اگرچہ ابھی تک تو ہمارے نزدیک بہتر یہی بات ہے کہ ناحق مین کشت و خون نہ ہو اور بیکار خلق خدا کی جانین ضایع نہ ہون۔

جوگی۔ حضور اب زحمت فرماکر دریا کنارے تشریف لے چلین اور یہ ارشاد نہ فرماوین کہ لڑائی موقوف ہو جائے کیونکہ آپ خلیفۃ المسلمین ہین آپ کی ہر بات کو ماننا آپکے ہر حکم کی بسر و چشم تعمیل کرنا نہ ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کا فرض ہے۔

خلیفہ نے یہ سنکر جوگی کو کوئی جواب نہین دیا بلکہ وزیر جعفر کو حکم دیا کہ دریاے ٹیگس کے کنارے خیمہ لگا دیئے جائین حکم جاری ہوگیا۔

خلیفہ کا حکم کوئی ایسا نہ تھا کہ اوسکی تعمیل مین کسی دیر اور توھیل کو دخل ہوتا جلد سے جلد دریا کے کنارے خیمہ لگا دیے گئے اور ظل سبحانی بنفس نفیس وہان مع اعیان دولت کے رونق افروز ہوئے۔

باب نوان

آفتاب اپنے معمولی منزل کو نصف سے بہت زیادہ طے کر چکا ہے۔ ور قریب ایک ثلث کے یہ دشوار گذار راستہ ختم کر دیا ہے اگرچہ گرمی کا عمل بالکل دنیا سے اٹھ نہین گیا ہے۔ مگر اس مین کلام نہین ہے کہ دوپہر کے وقت جو دھوپ آنے جانے والون کا منھ جھلس رہی تھی اب اوسمین وہ تیزی باقی نہین ہے کہ کسی مسافر کو ستائے لوٗون کے جھونکے اب بھی اسی تیزی سے چل رہے ہین مگر ان سے یہ اُمید ہے کہ شام تک باد بہار کا کام دینے لگین گے۔

دریاے ٹیگرس کے کنارے بہت سے خیمہ نصب ہین جس مین حسب حیثیت اُمرا و اعیان دولت مقیم ہین ایک کارچوبی نفیس اور وسیع خیمہ مین خلیفہ ہارون الرشید رونق افروز ہین۔ اول تو یون بھی یہ خیمہ سب خیمون مین ممتاز معلوم ہوتا ہے مگر اسپر جو کارچوبی

زردوزی وغیرہ کا کام ہے اس نے اور بھی اسکو جگمگا دیا اور آفتاب قیامت کے مقابل بنا دیا ہے دیکھنے والے کی سب سے پہلی نگاہ جو اس منظر مین پڑتی ہے وہ اسی پر پڑتی ہے۔

خیمون کے سامنے ہی ایک میدان پڑا ہے جس مین جا بجا مختلف قسم کے جنگلی درخت ہین جنھون نے اس میدان کی گرمی اور اسکی ہیبت اور دھوپ کی تیزی وغیرہ کم کرنے مین بہت کچھ امداد دی ہے سامنے جادوگر اپنے دونون بھتیجون کو لیے ہوے حاضر ہے۔ اور اس کے سوا اور کوئی اس کا ساتھی یہان نہین ہے کہ یکایک خلیفہ رحمانی ظل سبحانی کا ارشاد ہوتا ہے۔

اس تم کب اپنے حریف کا مقابلہ کروگے۔

جادوگر۔ صرف حضور کے حکم کی دیر تھی۔ مین اپنا کام شروع کرتا ہون۔

جادوگر نے نہایت جوش وخروش سے کچھ ایسے کلمات پڑھنے شروع کیے جنھین اوسکے سوا اور کوئی نہ سمجھا کہ ان کے کیا معنی ہین اور کیا کام دیتے ہین یکایک زمین شق ہوئی اور اس سے ایک نہایت قوی ہیکل حبشی برآمد ہوا۔ جو دست بستہ اس جادوگر جوگی کے سامنے کھڑا ہوگیا اور مودبانہ زمین چوم کر عرض کرنے لگا حضور نے غلام کو کیون یاد فرمایا۔

جوگی جادوگر۔ تم تو ایک نہایت اہم کام کے لیے بلایا گیا ہے ٹھہرو۔

یہ کہکر اوس نے زمین سے ایک ٹھیکرا اٹھایا اور اسپر کچھ نقش لکھنے کے بعد حبشی کو دیدیا اور کہا کہ جاؤ فوراً محمود شاہ جنات کے پاس ہمارا یہ حکم پہنچاؤ۔ حبشی نے سر جھکایا اور وہ ٹھیکری لیکر فوراً زمین مین ڈوب گیا۔

خلیفہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔

جوگی جادوگر۔ حضور اسکے ذریعہ سے مینے محمود شاہ کو بلایا ہے وہ ابھی آئیگا تو مقابلہ ہوگا۔

خلیفہ نے ابھی کوئی جواب نہ دیا تھا کہ پھر زمین شق ہوئی اور بہت سے ایسے قوی ہیکل جوان جنکے سر وپر سینگ تھے مختلف رنگون اور مختلف صورتون مین موجود ہو گئے۔ اور جوگی پر حملہ کرنے لگے۔

جوگی۔ حضور بادشاہ جنات حاضر نہین ہوا بلکہ اسنے جنگ کا ارادہ کیا ہے اور اپنی فوج کے مایہ ناز جوان میرے مقابلہ کیواسطے روانہ کیے ہین اب مین بھی اپنا کام کرتا ہون یہ کہکر اسنے فوراً تسبیح لی اور ایک ٹانگ سے کھڑا ہوا تسبیح پڑھنا شروع کی اور چار طرف اوسی تسبیح کو گھما دیا جس سے دم کے دم مین اون سب دیوؤن کے سر کٹکر گر پڑے اور خون کا دریا موجزن ہوگیا۔ مگر انھی مین سے ایک خوبصورت پندرہ بیس برس کا لڑکا نکلا اور جوگی سے یون ہم کلام ہوا۔

لڑکا۔ ہمارا بادشاہ چاہتا ہے کہ تم سے صلح ہو جاے۔ اور اس صلح سے یہ غرض نہین ہے کہ وہ تم سے دب گیا بلکہ مقصد جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ ناحق کشت و خون نہ ہو اور تم اوسکے ہاتھ سے نہ مارے جاؤ۔

جوگی ہنسکر کیا خوب۔ آپ اونہین اپنا پیغام پہونچا دین کہ
میری فکر نہ کیجئے اپنی خبر لیجئے ورنہ کوئی دم مین بیٹھا سی گردن اُڑا دی جائیگی
اب اگر صلح ممکن ہے تو اس طرح کہ دست بستہ میرے سامنے آئے اور
تیغ و کفن ساتھ لیکر معافی مانگے۔

لڑکا فوراً غائب ہو گیا اور تھوڑی دیر مین حاضر ہوا۔ اور
کہنے لگا کہ ہمارے بادشاہ سلامت کسی صورت سے منظور نہین فرماتے۔

جوگی۔ تو پھر دیر کیا ہے تو مجھ سے مقابلہ کر۔

لڑکے نے ایک جست کی اور وہ فوراً چیل کی شکل مین تبدیل ہوگیا
اور چاہا کہ جادوگر کی آنکھین نکال لیجائے مگر جادوگر بھی باز کی صورت
بنکر اوسکے اوپر حملہ آور ہوا۔ اور دونون مین بہت دیر تک لڑائی
ہوئی یہان تک کہ اس لڑکے نے پھر اپنی صورت تبدیل کرکے جامہ
انسانی قبول کر لیا۔ جادوگر بھی اسی بھیس مین آگیا اور دونون مین
تلوار چلنی شروع ہوئی۔ ابھی وقت زیادہ نہ گذرا تھا کہ لڑکے کا سر کاٹ دیا
گیا اور اسکے بعد ہی نہایت زور سے ایک آندھی آنا شروع ہوئی جس سے
تمام جنگل تیرہ و تار معلوم ہونے لگا چونکہ آندھی کا رنگ سرخ تھا اسیوجہ سے
تمام دریا دریائے خون معلوم ہوتا۔

خلیفہ۔ جادوگر سے یہ کیا ہوا۔

جادوگر۔ حضور خوف نہ کھائین۔ شاہ جنات نے مقابلہ کے واسطے کسی دوسرے
پہلوان کو روانہ کیا ہے اور وہ اپنے تزک و احتشام سے آنا چاہتا ہے۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک سیاہ فام مکروہ صورت عورت میدان میں دکھائی دینے لگی جس کو دیکھکر جادوگر کے ہوش وحواس کچھ پراگندہ معلوم ہوئے اور حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

جادوگر۔ او حلیمہ تیرا نام حلیمہ ہے۔ تجھے بردبار ہونا چاہیئے۔ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے ہاتھ قتل ہو اور وہ حق جو تیرے استاد ہونے کا میرے اوپر ہے۔ میرا گردن پر باقی نہ رہے۔

حلیمہ۔ بس بس اے نابکار میں جانتی ہوں کہ تو اور میں ایک استاد کے شاگرد اور ایک گرو کے چیلے ہیں مگر تو نے اپنی بدذاتی سے میرے بھانجے کو قتل کر دیا ہے میں اوس کا بدلہ ہونگی۔ کیا ہی ممکن نہ تھا کہ تو اس لڑکے کو صرف گرفتار کر لیتا اور قتل نہ کرتا۔ دوسرے کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اتنا بڑا بادشاہ جنات تجھ اپنے معمولی جوگی کے ہاتھ دستیاب نہ آسکے۔ دیکھ میں تجھے سمجھاتی ہوں کہ اپنی چال سے پیچھے نہ پڑ اور یہ سمجھ لے کہ تیرے سر کے بدلے میں میرے بھانجے کا خون بہا دیا گیا ہے۔ وہ اس کا خونبہا اور قصاص ہوگیا اب بھی اپنے نازیبا حرکتوں سے باز آ۔

جادوگر۔ تو عورت ہے اور ناقص العقل ہے ابھی ان معاملات کو نہیں سمجھتی۔

عورت۔ میں تجھ سے زیادہ ان معاملات کو سمجھتی ہوں۔

جادوگر۔ بادشاہ جنات کا کیا ہرج ہے اگر وہ آکر حلیمہ کے سامنے

مجھ سے معافی مانگ لے۔

عورت۔ ایک جلیل القدر بادشاہ کے یہ شایان شان نہین ہے۔

جادوگر۔ تو مین چاہتا ہون کہ کسی اور کو میرے مقابلہ مین لا تو مجھسے مقابلہ ہو۔

عورت۔ یہ ممکن نہین کہ مین شاہ جنات کی نمک خوار ہون اگر اسوقت اوس کے کام نہ آؤن گی تو آخر کب کام آؤن گی۔

جادوگر۔ اچھا۔ اگر یہی ہے تو مجھسے مقابل ہو۔ یہ کہکر جادوگر ایک زبردست اور قوی ہیکل چیتے کی طرح بن گیا۔ عورت بھی فوراً ایک شیرنی بنی اور دیر تک ازقند مین لگا لگا کر ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے رہے یہانتک کہ انہون نے سانپون کی صورت تبدیل کی۔ اور باہم لڑے اور اسی طرح سے مختلف صورتون مین لڑ کر انسانی شکل مین آئے دونون مین تلوار چلنے لگے۔ دیر تک تلوار چلتی رہی مگر کوئی مغلوب نہ ہوا۔

آخر خلیفہ نے اوس جادوگر کو اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا کہ ذرا اس عورت کو بھی میرے پاس بلاؤ۔

جادوگر گیا اور جا کر خلیفہ کا پیام عورت کو پہنچایا۔ عورت بھی سر تسلیم خم کر کے حاضر ہوئی اور کہنے لگی حضور کیا حکم فرماتے ہین۔

ہارون الرشید۔ ہم چاہتے ہین کہ تم لوگون کی باعزت صلح ہو جائے۔

عورت۔ جس طرح یہ ملعون جادوگر چاہتا ہے اسطرح صلح ناممکن ہے

ہارون الرشید۔ (جوگی سے) کیا جو فیصلہ ہم کرین تم اوس کو منظور کروگے۔

جوگی۔ مجھے اُمید ہے کہ حضور جو فیصلہ فرماوینگے وہ سراسر انصاف ہوگا۔

خلیفہ۔ (عورت سے) تم جاکر محمود شاہ سے عہد لو کہ خلیفہ کے کہنے پر اگر کاربند ہو تو صلح ممکن ہے۔

عورت۔ فوراً رخصت ہوگئی۔

اور تھوڑی دیر کے بعد آکر کہا کہ ہمارے بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ ہم حسب الایمائے خلیفہ صلح کو تیار ہین۔

خلیفہ (جادوگر سے) چلو محمود شاہ کے پاس چلو وہان وہ تم سے معافی چاہینگے۔

جادوگر۔ بہت اچھا۔

عورت۔ بہت مناسب ہے۔

خلیفہ۔ تم لوگ فوراً ہمکو وہان لیچلو۔

جادوگر اور عورت نے منظور کیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ ایک ایسے دربار مین تھا جس پر اوس کو اپنے دربار کا گمان ہوتا تھا۔

تخت پر ایک ۲۵ سالہ نوجوان جلوہ فرما تھا ادھر اُدھر خواص اور ارکان سلطنت حاضر تھے۔ ایک کرسی پر وہ بڈھا

بھی تھا جو حامد کو باباجی کے پاس لایا تھا۔
خلیفہ کے دربار مین پہونچتے ہی تمام لوگون نے تعظیم کی
خود محمود شاہ تخت سے اٹھا اور خلیفہ کو اپنے برابر تخت پر بٹھالیا
خلیفہ نے مزاج پرسی وغیرہ کے بعد یون سلسلہ کلام چھیڑا
خلیفہ۔ مین چاہتا ہون کہ اوس لڑکے کو بلایا جائے جس نے اس
جوگی کے بھائی کو قتل کیا۔
فوراً حکم کی تعمیل کی گئی اور حامد جس نے خلیفہ کو دیکھکر پہچان لیا
اور سلام کیا۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔
خلیفہ۔ مین چاہتا ہون کہ پہلے جادوگر اپنی بناے مخاصمت اس
لڑکے سے بیان کرے۔
جادوگر۔ محمود کے لڑکے حامد نے میرے بھائی کو اس قصور پر
مار ڈالا ہے کہ حامد اوسکی نوسالہ لڑکی پر عاشق تھا جس کو وہ ایک
روز اڑا لیگیا۔ مگر چونکہ میرا بھائی زبردست جادوگر تھا اوس نے
فوراً حامد سے اوسکو چھین کر منگا لیا۔ اوسکو فکر ہوئی کہ اوسے قتل
کر دیا جاے اور آخر یہی ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ محمود شاہ نے عاجز
ہوکر اس لڑکے کو انسانون مین بھیجدیا تھا ورنہ پڑھنا لکھنا
کچھ نہ تھا بناے مخاصمت یہ ہے۔
خلیفہ۔ اب وہ لڑکی کہان ہے۔
جادوگر۔ حامد کے پاس ہے اور لطف یہ کہ محمود شاہ اب بھی خبر نہین

لیتے اور حمایت پر آمادہ ہین حضور انصاف فرمائین۔

محمود شاہ۔ محبت کوئی گناہ نہین ہے اگرچہ مین اپنے لڑکے کی اس حرکت پر نفرین کرتا ہون مگر تمہاری لڑکی کو کبھی کسی قسم کی تکلیف نہین پہونچی۔

خلیفہ۔ اوس لڑکی کو بلاؤ۔

چنانچہ فوراً ایک نو دس برس کی خوبصورت لڑکی لائی گئی اور خلیفہ نے پوچھا۔

خلیفہ۔ بیٹا تجھے یہان کسی قسم کی تکلیف ہے۔

لڑکی۔ اور کچھ نہین مگر مین اکثر اپنے گھر والون کی یاد مین بیقرار رہتی ہون اور زندگی سے موت کو اچھا جانتی ہون آپ مجھے یہان سے چھڑا دیجئے۔

خلیفہ (محمود شاہ سے) کیا آپ اجازت دیتے ہین کہ مین فیصلہ کرون اور وہ منظور ہوگا۔

محمود شاہ۔ ضرور ضرور ضرور۔

خلیفہ۔ میرا فیصلہ یہ ہے کہ جادوگر کو اوسکی بھتیجی واپس دی جائے اور آیندہ سے یہ جادوگر آپ کے دولتخانے میں رہنے پائے۔

جاندر (خلیفہ سے) آہ کیا امینہ (اوس لڑکی کا نام) یہان سے چلی جائیگی۔ تو پھر میری زندگی بیکار ہے یہ کہکر اون سے فوراً اپنے گلے پر ایک تیز چھری پھیر لی اور تڑپکر دم بھر مین ٹھنڈا

ہو گیا۔

محمود شاہ اور تمام اہل دربار مین سناٹا پھیل گیا کہرام مچ گیا۔ اور بحالت جنون مین محمود شاہ نے بابا عبداللہ جو ساتھ تھا اسکی گردن توڑ ڈالی۔ اور کہا کہ اسی کمبخت کی عدم رازداری سے یہ سب باتین ظہور مین آئین اس کی زندگی سے موت اچھی ہو اور خلیفہ کو نہایت عزت کے ساتھ معہ جادوگر و لڑکی کے واپس دربار کر دیا۔

تمام شد

ناول بدنصیب لڑکی

عظمت بکڈپو لکھنؤ کی شایع کردہ کتابین

عالیجناب شیخ عظمت الٰہی صاحب سلونوی مشہور ناولسٹ و بےمثل افسانہ نگار کی تصانیف

ناول بدنصیب لڑکی

اگر آپ چاہین کہ بے پردگی کے نقائص اہل دنیا کی بے پروائیون - ادیبو فائیون - عدل و ان اور خود مطلبیوں نے کسی بدنصیبی - سوز ساز ہجر و وصال حسن و عشق کا مکمل فوٹو ملاحظہ فرمائین تو یہ ناول ملاحظہ فرمائیں - ہر فقرہ ستم رسیدہ دلوں پر تیر و نشتر کا کام دیتا ہے
قیمت ۸/

بیگناہ قاتل

"جیسی کرنی ویسی بھرنی" کا صحیح منظر آپ ملاحظہ فرمانا چاہتے ہوں تو یہ ناول ملاحظہ فرمائیے - قیمت ۸/

ناول نواب اسمٰعیل

نہایت ظریفانہ اور چلبلا ناول ہے - بالکل نئی سحار جسمیں عاشقانہ تو ہم اور پھیر اور مذہبی طرز کے رنگ سے لکھا گیا ہے پڑھتے پڑھتے پیٹ مین بل پڑجاتے ہیں قیمت ۸/ - بیگناہ قاتل
رسالہ توتہ ا ۸/ تاد ا ۸/
منگانے کا پتہ - عظمت بکڈپو - لکھنؤ

ناول دام فریب

ایک ترہبی رن بازاری کا اپنے سچے عاشق سے دغا کرنا اور مختلف طریقون سے اُس کو لوٹنا اور ہوشیار عاشق کا مکر و فریب کا راستہ اختیار کرکے متعدد مرتبہ اُسی ایک عورت سے شادی کرنا اور پھر اُس کے تمام رازون کا انکشاف کیفر کردار کو پہونچانے کی زبردست دھمکیاں اور عورت کی زندگی مین ایک تغیر عظیم جس کے پڑھنے سے آدمی حیرت کا پتلا بنجاتا ہے -
قیمت ۸/

فریبی عاشق

اس قدر دلچسپ ناول ہے کہ ایک صفحہ پڑھکر ناممکن ہے کہ بغیر ختم کیے کتاب آپ رکھدیں قیمت ۱۲/ رعایتی ۸/

ہنسی کا پٹارہ

مردہ دلون کو خوش کرنے کا آلہ - مردہ طبیعتون کو پھول کی طرح شگفتہ کرنیوالا - اور مختلف ظرافتون کے نمونہ دیکھنے ہون تو منگا اس کتاب کو پڑھکر ہنسیے تو دام واپس
قیمت ای صد ۸/